بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مكتب دعوة وتوعية الجاليات بالرس

ترجمة الخطبة بالجامع الصناعية على عنوان بدعة المولد

کیا **محفلِ عید میلاد النبی** (صلی اللہ علیہ وسلّم) منعقد کرنا سنت ہے؟

ساری تعریف اللہ رب العزت کے لئے لائق و سزاوار ہے جس نے مؤمنوں پر بڑا احسان فرمایا کہ ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس (رب) کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور انہیں (شرک و توہمات وغیرہ سے) پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں، یقیناً یہ سب اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے۔ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی معبود برحق نہیں، وہ تنِ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ سلّم اللہ کے سب سے برگزیدہ بندے اور آخری نبی و رسول ہیں۔ اما بعد!

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں ڈرتے رہیں، سب سے بڑی نعمت جو اللہ رب العالمین نے ہم سب کو عطا کی ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی بعثت ہے، آپ صلی اللہ علیہ سلّم کا نبی بن کر تشریف لانا بندوں کے لئے سب سے بڑا انعام و اکرام ہے، آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے واضح راہ اور سیدھے راستے کی رہنمائی فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی اطاعت و فرمانبرداری اہل ایمان پر ضروری قرار دی گئی، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم منشاء الٰہی کے مطابق ہی بات کیا کرتے تھے۔ یقیناً آپ صلی اللہ علیہ سلّم اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کے جواب ہیں جبکہ انہوں نے دعاء فرمائی: "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ" "اے ہمارے رب! تو ان ہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور (شرک و توہمات اور اخلاق و کردار کی کوتاہیوں سے) پاک کرے، یقیناً تو غلبہ اور حکمت والا ہے" (البقرة/١٢٩)۔ اور آپ صلی اللہ علیہ سلّم اپنے نبوتی بھائی عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری ہیں جبکہ انہوں نے فرمایا: "وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ" "اے (میری قوم) بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب توریت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی خوشخبری سنانے والا ہوں جس کا نام احمد ہے" (الصّف/٦)۔ آپ صلی اللہ علیہ سلّم اپنی والدہ محترمہ کی تعبیرِ خواب ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت سے قبل انہوں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک روشنی نکلی جس نے شام کے محلات کو روشن کر دیا۔ یہ تینوں صفات آپ صلی اللہ علیہ سلّم کے اندر ہی بدرجہ اتمّ و اکمل پائی گئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ سلّم ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا ثمرة، عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری کے مصداق اور اپنی والدہ محترمہ کی خواب کی تعبیر ہیں۔ اللہ نے آپ کو روشن چراغ بنا کر بھیجا جبکہ زمین تاریکی و ظلمت کا گھوارہ بن چکی تھی، آپ نے آکر "بإذن الله" منور کر دیا، انسانیت تباہی و بربادی کے دہانے پر پہنچ چکی تھی، آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے سیدھا راستہ دکھایا۔ آپ

کی بعثت مخلوق کے لئے سب سے بڑی نعمت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت با سعادت عام الفیل (ہاتھی والے کے واقعہ کا سال) ۹ یا ۱۲ ربیع الاول کو مکہ مکرمہ میں ہوئی (راجح قول کے مطابق آپ کی ولادت ۹ ربیع الاول کو ہوئی، یہی تحقیق ہے، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو (الرحیق المختوم۔ از صفی الرحمٰن مبارکپوری)۔ یہی وہ سال ہے جس میں بادشاہِ حبشہ نے کعبہ مشرفہ پر حملہ کرنا چاہا اور اسے ڈھانے کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی اور ان پر عذاب نازل کر کے مسجد حرام کی حفاظت کی اور اسی سال نبی صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت مبارکہ فرمائی۔آپ کی تربیت بہترین اخلاق اور سیرتِ حسنہ پر کی گئی، آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے رسالتِ دین پہنچادی، امانت کا حق ادا کر دیا اور اللہ کی راہ میں بھرپور محنت و کوشش کی۔

اللہ کے بندو! دینِ اسلام جیسی نعمت کے متعلق ہماری اور آپکی ذمہ داری یہ ہے کہ اللہ کا شکریہ ادا کریں، اس نعمت کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور اللہ کی راہ میں بھرپور کوشش کریں یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی مکمل اِتباع و فرمانبرداری کریں اور آپ صلی اللہ علیہ سلّم سے اپنے آپ، اولاد اور والدین کے مقابلے میں سب سے زیادہ محبت کریں اس لئے کہ ساری بھلائیوں و کامیابیوں کا حصول صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ و سلّم کی اتباع میں ہے۔اللہ نے فرمایا: " قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ "

''اے نبی صلی اللہ علیہ سلّم! آپ لوگوں سے کہہ دیجئے، اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو تم میری (نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی) تابعداری کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا'' (آل عمران/۳۱)۔ آپ صلی اللہ علیہ سلّم سے سچی محبت کا معیار فقط یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے اور جن چیزوں سے منع کر دیا ہے اس سے پرہیز کیا جائے، زبانی نعرے بازی آپ سے محبت کی علامت نہیں، بلکہ دھوکہ بازی ہے ۔سارے اعمال آپ کے حکم کے مطابق ہوں تو قبول ورنہ مردود، اور ہر وہ عمل جو آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے نہ فرمایا ہو اور نہ آپ کے خلفاء و صحابہ، عمل پیرا ہوئے ہوں وہ بدعت ہے "...اور ہر بدعت گمراہی ہے" (ابن ماجہ)۔

دینی بھائیو! بہت ساری بدعتیں شر پسند علمائے اسلام، دشمن عناصر اور جہلاء نے ایجاد کر رکھی ہیں، ان میں سے ماہ ربیع الاول میں ہر سال نبی صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت کے موقع پر محفلِ عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ سلّم) کا منعقد کرنا ہے۔ محفلِ میلاد کا منعقد کرنا بدعت و گمراہی ہے، اس پر اللہ نے کوئی برہان و دلیل نازل نہیں فرمائی۔اس کے منعقد و اہتمام کرنے والے اٹکل اور خواہش کی پیروی کرتے ہیں، درحقیقت یہ بدعت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ سلّم، آپ کے جانثار صحابہ کرام، تابعین عظام اور یہاں تک کہ چاروں اماموں نے بھی محفل میلاد منعقد نہیں کیا ہے۔ اور ہر وہ عمل دین کا کام یا حصہ نہیں بن سکتی جو آپ صلی اللہ علیہ سلّم اور آپکے اصحاب کرام نے نہ کیا ہو کیونکہ یہ افراد نیکیوں کے میدان میں سب سے آگے رہنے والے تھے، انہیں پر دین مکمل ہوا، تو جو کام اس زمانہ میں دین نہیں، آج بھی اسے دین کا نام نہیں دیا جاسکتا، بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی تئیس سالہ زندگی رسالت اور خلافتِ راشدہ میں کوئی ایسی محفل نظر نہیں آتی بلکہ خیر القرون کے پورے زمانہ میں دو عیدوں کے علاوہ ہمیں تیسری کوئی عید نظر نہیں آتی۔عید میلاد کا انعقاد تو کجا، کسی صحابی سے کوئی قول منقول نہیں کہ یہ بھی ثواب کا کام ہے حالانکہ ہم محبتِ نبوی صلی اللہ علیہ سلّم میں صحابہ کرام کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔آیئے! میں آپ کو بدعتِ عید میلاد کی تاریخ بتاتا ہوں۔سب سے پہلے اس بدعت کا ایجاد کرنے والے **عُبید قدّاح** کی اولاد ہیں جنہوں نے اپنا نام **فاطمیین** (اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت) رکھ لیا تھا، درحقیقت یہ سب باطنی مذہب کے پھیلانے والے لوگ تھے جن کا عقیدہ اسلام کے عقیدے کے یکسر خلاف ہے، ان کے عقیدوں کی ایک مثال

ملاحظہ فرمایئے تاکہ آپ روشنی میں رہیں، جیسے ان کا عقیدہ تناسخ کا تھا یعنی جب نیک لوگ مرتے ہیں تو ان کی روحیں دنیا میں واپس آتی ہیں اور زندہ نیک لوگوں میں داخل ہو جاتی ہیں، اگر بدکار لوگ مرتے ہیں تو انکی روحیں دنیا میں واپس آکر جانوروں بالخصوص کتے اور سور کے اندر داخل ہو جاتی ہیں اور پھر ان کے یہاں جنت و جہنم کا تصور نہیں ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو سب سے پہلے عید میلاد کی بدعت شروع کرنے والے یہی لوگ ہیں۔ یہ لوگ مصر میں 5 رمضان المبارک 362 ہجری میں داخل ہوئے اور پھر اس کے بعد بہت ساری بدعتیں رائج کی ان میں ایک یہ بھی ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: امام محمد بخیت مطیعی کی کتاب احسن الکلام فیما یتعلق بالسنة و البدعة من الحکام ص ۴۴؛ علی محفوظ کی کتاب البداع ص ۲۵۱؛ امام اسماعیل بن محمد انصاری کی کتاب القول الفصل فی حکم الحتفال بمولد خیر الرسل علیہ السلام ص ۶۴؛ نیز مقریزی کی کتاب ا لخُطط المقریزیة،۱/۴۹۰ وغیرہ)، لیکن امام سُیوطی رحمہ اللہ نے یہ بات پیش کی ہے کہ سب سے پہلے اس بدعت کا ایجاد کرنے والا بادشاہ **مُظفر** ہے جو کہ اربل کا رہنے والا تھا اور اربل ملک شام کے قریب ہے، اس نے 625 ہجری میں نصاریٰ کے طریقہ وروش پر چلتے ہوئے (اس بدعت کی) ابتدا کی، چونکہ نصاریٰ (عیسائی) عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے موقع پر محفلیں منعقد کرتے (امام سیوطی کی کتاب الحاوی ۱/۱۸۹، کتاب نمبر ۲۴)۔ یہ واضح رہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم نے نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمادیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے فرمایا: ''یہود و نصاری کی مخالفت کرو'' (ابوداؤد)۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے فرمایا: ''جو کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہی میں سے ہے'' (ابوداؤد)۔ اوپر کی تاریخ کے متعلق خلاصہ کلام یہ ہے کہ سب سے پہلے عبید قداح کی اولاد نے مصر میں چوتھی صدی ہجری میں شروع کیا پھر ان کے نقش قدم پر بادشاہ مظفر نے 7 ویں صدی میں باقاعدہ جاری کیا۔ اس حقیقت کا اعتراف بریلویت (جنہوں نے اپنا نام اہل سنت رکھ لیا ہے) کے علماؤں نے بھی کیا ہے جن میں مفتی یار احمد گجراتی (جاء الحق، ص ۲۳۷) و مولانا غلام رسول سعیدی بریلوی (شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ) وغیرہ سر فہرست ہیں، کہا: سلف صالحین یعنی صحابہ و تابعین نے محافل میلاد منعقد نہیں کی، اس کی تاویل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''صحابہ اور تابعین کے محافل میلاد منعقد نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ دن رات دین کے اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے جیسے علائے کلمتہ اللہ کے لئے جہاد کرنا، کافروں کو مسلمان کرنا، حدود الٰہیہ قائم کرنا وغیرہ''۔ میں (مؤلف دین الحق بجواب جاء الحق) کہتا ہوں: کیا آج ان اہم دینی کاموں کی ضرورت ختم ہو گئی ہے، جہاد تو قیامت تک جاری رہے گا، اسی طرح کفار کو مسلمان بنانا اور حدود الٰہیہ قائم کرنا بھی منسوخ نہیں ہوا ہے تو پھر بریلوی حضرات ان اہم اور غیر معمولی شریعت حقہ کے ارکان کو کیوں نظر انداز کر رہے ہیں؟ جبکہ ان کے کرنے والے کے ساتھ رب کریم کا بے انتہا وعدہ ہے (دیکھئے: سورۃ صف، آیت ۱۰-۱۲)۔ جی ہاں! یہ بدعت پسند مولویان اور دین سے غفلت کرنے والے علماء نے جب ان ضروری دینی کاموں سے لاپرواہی اختیار کی، شیطان نے ان کی گردن پر حملہ کیا، اس پر بیٹھ کر انہیں بدعات و شرکیات میں لگا دیا، ایسے علمائے سُو کے متعلق خود علمائے بریلویہ میں سے بعض فرماتے ہیں جن میں **علامہ فاکہانی** سر فہرست ہیں: ''لا علم لهذا المولد صلا ۔۔۔'' ”یعنی کتاب اللہ اور سُنتِ نبویہ میں اس میلاد کا اصل نہیں جانتا“ اور عُلمائے امت جو کہ دین میں نمونہ اور متقدمین کے آثار کو تھامنے والے تھے، ان میں سے کسی ایک سے بھی یہ منقول نہیں، بلکہ یہ بدعت ہے جسے باطل پرستوں اور نفسانی خواہشات کے خُوگر اور پیٹ کے پجاریوں نے گھڑا ہے'' (دیکھئے: المورد فی الکلام علی المولد بحوالہ حسن المقصد فی عمل المولد، مندرجہ الحاوی للفتاوی ۱/۲۲۳ طبع دار الفکر؛ المدخل از

ابن حاج ۲/۲۲۹؛اقتضاء الصراط المستقیم از امام ابن تیمیہ ۲/۶۱۵)۔الغرض اس بدعت کا وجود خیر القرون میں نہ تھا،اس کی ایجاد فاطمیوں ، باطنیوں و شیعوں نے کی اور ان کی پیروی کرتے ہوئے چھٹی صدی ہجری میں ایک مسرف بے دین بادشاہ **مظفر الدین ابو سعید کو کبری** نے اس کو سیاست دانوں کی طرح استعمال کیا،میلاد کی تقریب منانے کے لئے ماہِ صفر میں ہی تیاری شروع کر دیتا۔ہر قسم کے قوّال،گانے بجانے والے حضرات اکٹھے ہو جاتے ،بقول حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ،جس میں وہ خود بھی رقص کرتا تھا''(البدایہ از ابن کثیر ۱۳/۲۵۶) اور جس دنیا پرست مولوی نے اس کے لئے مواد جمع کیا وہ **عمر بن دحیہ ابو الخطاب** تھا،اس کے متعلق حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : " وہ ائمہ دین اور علمائے سلف کی شان میں کثرت سے گستاخیاں کرتا تھا،گندی زبان کا مالک تھا،احمق اور بڑا متکبر تھا،کم علم اور دین کے کاموں میں بڑا بے پرواہ اور سست تھا''(لسان المیزان از ابن حجر ۴/۲۹۶)۔حافظ ابن حجر نے اسی کتاب کے صفحہ ۲۹۵پر ابن نجار کے حوالہ سے صراحت کی ہے : "محدثین اس کے جھوٹے اور ضعیف ہونے پر متفق ہیں "۔اب جس کا جی چاہے وہ خیر القرون کی اتباع کرے یا شیعوں ،رافضیوں کی ایجاد کردہ بدعت اور نفس پرست بادشاہ اور احمق و متکبر مولوی کی سیاسی عیاری کی ؟ نظر اپنی اپنی ،پسند اپنی اپنی۔ جی ہاں ! محبت کا معیار جلسہ جلوس اور مجلسوں میں نعرہ بازی نہیں اور نہ ہی یہ موسمی چیز ہے کہ ربیع الاول میں تو یہ سیلاب بن کر آئے اور باقی سارا سال آپ کو احساس تک نہ ہو کہ ہمارا کوئی رسول بھی ہے ،محبت والفت دائمی تعلق اور سنت پر عمل کرنے کا نام ہے۔

ساتھیو ! یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت کو احسانِ عظیم میں شمار نہیں فرمایا بلکہ آپ کی بعثت و نبوت کو ،جس کے ذریعہ لوگوں کو سیدھے راستے کی رہنمائی ملی ۔اللہ نے فرمایا :''لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ....'' ''بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان عظیم فرمایا کہ ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا... "(آل عمران /۱۶۴)۔آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی بعثت سے اللہ رب العالمین کا احسان و انعام متحقق و ثابت ہوا۔درحقیقت آپ کی بعثت سے تا وفات ہر ہر لمحہ انسانیت پر احسان عظیم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی پوری زندگی عبادت،جہاد اور قربانیوں پر مبنی ہے ،آپ کی اتباع و محبت کے لئے کسی دن ، مہینہ یا سال خاص نہیں کر سکتے بلکہ ہر وقت اور ہر حالت میں آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی اقتدا ضروری ہے۔

محفلِ عید میلاد منانے والے عام طور پر پانچ 5 توجیہات پیش کیا کرتے ہیں:

*****پہلی توجیہ**: یہ محفل منعقد کر کے مسلمان نبی صلی اللہ علیہ سلّم کی سالانہ یادگار مناتے ہیں جس سے ان کی عظمت و محبت میں اضافہ ہوتا ہے ۔یہ توجیہ بالکل ناکافی اور باطل ہے۔مسلمان دن بھر میں آپ صلی اللہ علیہ سلّم کا ذکر و درود دسیوں مرتبہ کیا کرتے ہیں،توان کے لئے سالانہ یا ماہانہ یادگاری محفلیں کیوں قائم کی جائیں ؟بندہ مسلم جو بھی نماز پڑھتا ہے اس میں اپنے رسول کا ذکر خیر کرتا ہے ،ان پر درود و سلام کرتا ہے ، اقامتِ نماز کے وقت نام آنے پر درود و سلام پڑھتا ہے ،اذان کے وقت بھی ذکر آنے پر ایسا کرتا ہے تو جن کا ذکر بار بار ہوتا ہو ان کے لئے محفل منعقد کرنے کی ضرورت نہیں۔ جسے انسان بھول جاتا ہو اس کے لئے تو مناسب ہے کہ محفل منعقد کرے لیکن چونکہ آپ کا ذکر بار بار کیا جاتا ہے ، بھولنے کا سوال نہیں پھر ایسا کرنا ایک لغو اور بے کار کام ہو گا۔

*__دوسری توجیہ__:اس مجلس میں بعض شمائل محمدیہ صلی اللہ علیہ سلّم کا سننا اور نسب نبوی شریف کی معرفت ہوتی ہے ۔یہ توجیہ بھی واہی تباہی ہے چونکہ آپکے خصائل اور نسب شریف کی معرفت کے لئے سال بھر میں ایک مرتبہ سن لینا کافی نہیں ہے۔ایک دفعہ سن لینا کیسے کافی ہو سکتا ہے؟ جبکہ وہ عقیدہِ اسلامیہ کا جزء ہے۔سارے مسلمان مرد و عورت کے لئے ضروری ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ سلّم کے نسب اور ان کی صفت معلوم کرے اور ذہن میں رکھے ،یہ وہ چیز ہے جس کی تعلیم انتہائی ضروری ہے اور یہ شریعت نے ہر وقت طلب کیا ہے ،سال میں ایک بار سن لینا کافی نہیں ہو گا۔

*__تیسری توجیہ__ :رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم کے ولادت پر اظہار خوشی محبتِ رسول اور کمال ایمان کی دلیل ہے ۔یہ توجیہ بھی بے حد کمزور ہے۔سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خوشی آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی ہے یا اس دن کی جس میں آپ کی پیدائش ہوئی۔اگر خوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم کی ہے تو ہمیشہ جب بھی رسول صلی اللہ علیہ سلّم کا ذکر آئے خوشی ہونی چاہئے ،کسی وقت کے ساتھ خاص نہیں ہونی چاہئے ۔اگر خوشی اس دن (یعنی ۱۲ ربیع الاول ایک قول کے مطابق) کی ہے جس دن آپ پیدا ہوئے تو وہی دن آپ کی وفات کا بھی ہے۔اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی ایسا عقلمند شخص ہو گا جو اس دن مسرت و خوشی منائے گا جس دن اس کے محبوب کی موت واقع ہوئی ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم کی وفات پر صحابہ کرام پر سب سے بڑی مصیبت واقع ہوئی تھی ، موت کے دن تو انسان غمگیں ہوتا ہے ،اس دن عید میلاد منانا اور اس پر اظہار خوشی کرنا عقل و فطرت اور شریعت کے خلاف ہے۔

*__چوتھی توجیہ__:اس دن محفل میلاد منعقد کر کے غریبوں اور عام انسانوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے جو کہ کار ثواب ہے خصوصاًجب اللہ تعالیٰ کے شکر ادا کرنے کی نیت ہو ۔یہ توجیہ پہلے کی ساری توجیہ سے زیادہ کمزور ہے۔اللہ نے اس عمل کی ترغیب سال کے سارے دنوں میں کی ہے ، مسلمان مہمان کی مہمان نوازی ،غرباء و مساکین پر صدقات و خیرات اور انہیں سالوں بھر کھانا کھلاتا ہے ،اس کے لئے سال میں کسی دن کے خاص کرنے کی ضرورت نہیں ،اور یہ بات بھی نہیں ہے کہ غرباء و مساکین اگر ایک دن کھالیں گے تو سال بھر کے لئے انکا کام چلے گا،اور پھر اس بناء پر کسی بدعت کو رائج و جاری نہیں کیا جاسکتا۔

*__پانچویں توجیہ__ :اس محفل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر،قراءت قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ سلّم پر درود شریف کے لئے جمع ہونا ہے۔یہ توجیہ بھی فاسد و باطل ہے کیونکہ بیک آواز ذکر کے لئے اجتماعی طریقہ اسلاف کرام کے یہاں معروف نہیں تھا،اس لئے یہ اپنی ذات کے اعتبار سے ایک قابل نکیر بدعت ہے اور طرب انگیز آواز سے مدحیہ اشعار اور قصائد پڑھنا تو اور بھی بدترین بدعت ہے ،حالانکہ ساری دنیا کے مسلمان رات و دن میں پانچ مرتبہ مسجدوں میں اور علم کے حلقوں میں علم و معرفت کی طلب کے لئے جمع ہوتے ہیں ،اس لئے ان کو ایسے سالانہ جلسوں اور محفلوں کی ضرورت نہیں ہے جن میں اکثر طرب انگیز اشعار کے سننے کا اور کھانے پینے کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ ہم تمام مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر وقت ہر لحہ نبی صلی اللہ علیہ سلّم کو یاد رکھیں ،آپ صلی اللہ علیہ سلّم کے محاسن ،نسب نامہ،آپ کی بعثت کے سبب ہر وقت اظہار خوشی کریں ،نیز ہمیشہ اللہ کا ذکر،تلاوت قرآن اور درود و سلام پڑھا کریں اور آپ کی مکمل اتباع و فرمانبرداری کریں۔دین میں اپنی طرف سے کچھ بھی رائج کرنے کی

قطعاً ضرورت نہیں۔جو دین رب العالمین کی طرف سے ہے وہی کافی ہے۔ عمل صالح وہی ہے جسے نبی صلی اللہ علیہ سلّم نے کہا اور کیا ہے اور جسے صحابہ کرام نے اختیار کیا ہے۔

محفل میلاد کو جائز کہنے والوں کے قرآن و حدیث سے چند نہایت کمزور دلائل:

***پہلی دلیل** :عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی:" قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ " "اے ہمارے رب !آسمان سے ہم پر دستر خوان کا نزول فرما جو کہ ہمارے اول وآخر کے لئے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے اور تو ہم کو رزق عطا فرمادے اور تو سب عطا کرنے والوں سے اچھا ہے" (مائدہ،آیت ۱۱۴)۔معلوم ہوا کہ **مائدہ** (دستر خوان) آنے کے دن کو مسیح علیہ السلام نے عید کا دن بنایا، آج بھی اتوار کو نصاریٰ اسی لئے عید مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی تشریف آوری اس مائدہ (دستر خوان) سے بڑھ کر نعمت ہے، لہٰذا ان کی ولادت کا دن بھی یومِ عید ہے (جاء الحق از گجراتی، ص ۲۲۰)

جواب:

پہلی بات: اسے کہتے ہیں دو اور دو، چار روٹیاں؛ بدعت پسندوں کو محفل میلاد کے لئے اگر کوئی دلیل ملی ہے تو وہ عملِ نصاریٰ سے ،بہت خوب کبوتر با کبوتر، باز با باز۔

دوسری بات: آیت قرآنی کے الفاظ "لولنا و آخرنا "میں کون لوگ مراد ہیں،اگر نصاریٰ ہیں اور یقیناً وہی مراد ہیں جیسا کہ مفسرین کرام نے فرمایا ہے (دیکھئے مدارک از امام نسفی ۲/۲۲؛الکشاف از امام زمخشری ۱/۲۹۳)۔چنانچہ بریلویت کے معروف عالم دین **پیر کرم شاہ بھیروی** فرماتے ہیں:" لولنا و آخرنا سے مراد یہ ہے کہ جو اس مائدہ (دستر خوان) کے نزول سے پہلے ایمان لا چکے اور جو بعد میں ایمان لائیں گے ،یہ سب کے لئے فرحت و شادمانی کا دن ہوگا" (ضیاء القرآن ۱/۵۲۳)۔یاد رہے کہ عملِ نصاریٰ سے حجت پکڑنا کم فہمی کی دلیل ہے کیونکہ دینِ عیسوی منسوخ ہو چکا ہے اور ان کے کسی قول و فعل کو پکڑنے کے لئے شارع علیہ السلام کی تصدیق لازم ہے،اگر بے تصدیق ہی منہ اٹھا کر ان کے پیچھے چل دیے تو نتیجہ برا نکلے گا (دیکھئے:آل عمران،آیت 149 "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ " " اے ایمان والو! تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے (یعنی تمہیں مُرتد بنادیں گے ")۔ جی ہاں !ہم پورے جزم و یقین اور وثوق سے کہتے ہیں کہ کسی نعمت و انعام پر عید منانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم نے نہیں بتایا ہے اور عمل نصاریٰ کی اللہ اور ان کے رسول صلی اللہ علیہ سلّم نے تصدیق نہیں کی۔

تیسری بات:اگر ہر نعمت و انعام ربِ تعالیٰ پر عید منانا تسلیم کر لیا جائے تو عیدوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائیگا کیونکہ انعام باری تعالیٰ بے حد اور بے شمار ہیں،اس طرح روزانہ ہی عید منانا ہوگا چونکہ کوئی دن بھی نعمت الٰہی سے خالی نہیں۔

چوتھی بات:احسانات و انعامات رب تعالیٰ کی تحدیث (بیان) عید سے نہیں بلکہ شکر سے ہوتی ہے۔

*دوسری دلیل : "و ما بنعمة ربک فحدث" "اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو" ، "واذکروا نعمة الله علیکم " "تم پر جو اللہ کی نعمتیں ہیں انہیں یاد کرو "اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی دنیا میں تشریف آوری تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت ہے کہ رب تعالیٰ نے اس پر احسان جتایا ہے، اس کا چرچا کرنا اس آیت پر عمل ہے '' (جاء الحق از گجراتی، ص ۲۲۰)۔

***جواب** :

اولاً: یہاں تحدیث و ذکر نعمت کا بیان ہے نہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کے یوم پیدائش کو عید منانے اور جلوس نکالنے کا۔

ثانیاً: یہاں جس نعمت کا ذکر ہے وہ دینِ اسلام ہے، چنانچہ **علامہ نسفی حنفی** فرماتے ہیں "یعنی نبوت کا اظہار کیجئے جو اللہ نے آپ کو عطا کی ہے اور یہ سب سے بڑی نعمت ہے اور صحیح یہ ہے کہ تمام نعمتیں جو اللہ نے آپ علیہ السلام پر کی ہیں اس میں تعلیم القرآن اور شریعت کی نعمت ہے" (تفسیر المدارک ۳۷۶/۵، تفسیر ابن کثیر ۵۲۴/۴)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی نبوت کی تشہیر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی دعوت، کُفار کو اسلامی تعلیم بیان کر کے حقانیتِ اسلام واضح کرنے کو عید میلاد سے کیا نسبت ہے۔

تیسری بات: اس آیت میں نعمت کے اظہار کا ذکر ہے، نعمت پر عید منانے بالخصوص میلاد النبی کا ذکر نہیں اور اظہار نعمت عید سے نہیں بلکہ احکام الٰہی کی پیروی سے ہوتی ہے جس کا خود اقرار بریلویت کو ہے (دیکھئے: نور العرفان ص ۹۷۶)۔ ان دونوں آیتوں کے تحت بریلویوں و بالخصوص **مفتی احمد یار گجراتی** نے فضول بحثیں کی ہیں جیسے کسی کے گھر فرزند پیدا ہو تو ہر سال تاریخ پیدائش پر سالگرہ کا جشن کرتا ہے۔ ایسے بندوں کو سمجھنا چاہئے کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ سلّم میں سالگرہ منانا منع ہے چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم، صحابہ کرام اور تابعین کا زمانہ اس سے خالی ہے، نیز سالگرہ منانا نصاریٰ کی روش اور فرعون مردود کی سنت ہے (دیکھئے: فتاوی نذیریہ ۱۹۹/۱، فتاوی علمائے حدیث ۳۴۴/۱۱)۔ بریلویت کی ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ کسی کو سلطنت ملتی ہے تو ہر سال اس تاریخ پر جشن و جلوس مناتا ہے تو جس تاریخ کو دنیا میں سب سے بڑی نعمت آئی، اس پر خوشی منانا کیوں منع ہوگا؟ اس کا جواب اس سے قبل والی دلیل میں گزرا، نیز آج بھی (۱۴) اگست کو یوم پاکستان منایا جاتا ہے مگر کوئی بھی اسے دین کا جزء اور حصہ تصور نہیں کرتا، نہ ہی نماز روزہ کی طرح عبادت کا درجہ دے کر بغرض ثواب و نجات کرتا ہے اور اس میں شمولیت نہ کرنے والے کو منکر عصمت مصطفیٰ وغیرہ کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آج تک کسی بریلوی عالم و مفتی نے بھی نہیں کہا، جبکہ عید میلاد النبی کو مبتدعین نماز، روزہ کی طرح عبادت کا درجہ دے کر کرتے ہیں اور عمل حسن سمجھ کر وہ تقرب الٰہی چاہتے ہیں، نیز اس کے منکر کو بریلوی بے دین تک کہہ دیتے ہیں اور علمائے بریلوی نے اس کو اہل سنت کی علامت قرار دے رکھا ہے جبکہ یوم پاکستان منانا اور اس کی تقریب کے انعقاد کو قومی تہوار تو کہا جاتا ہے لیکن اسے عبادت اور ثواب جان کر کوئی بھی نہیں کرتا اور نہ ہی اہل سنت کی علامت ہے، پھر یوم پاکستان منانا بھی ہمارے نزدیک لغو اور بیہودہ عمل ہے جو غیر مسلم اقوام کی اندھی تقلید ہے۔

تیسری دلیل: خود قرآن کریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کا میلاد جگہ جگہ بیان کیا: فرماتا ہے: " لقد جاء کم رسول من انفسکم ۔۔۔" "اے مسلمانو! تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے"، اس میں ولادت کا ذکر ہوا، پھر فرمایا: "من انفسکم

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کا نسب نامہ بیان ہوا کہ وہ تم میں سے ہیں،" حریص علیکم... "سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی نعت بیان ہوئی۔آج میلاد شریف میں یہی تین باتیں بیان ہوتی ہیں۔ غرضیکہ بہت سی آیات ہیں جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت پاک کا ذکر فرمایا گیا، معلوم ہوا کہ میلاد کا ذکر سنت الٰہی ہے۔اب اگر جماعت کی نماز میں امام یہی آیاتِ ولادت پڑھے تو عین نماز میں میرے آقا کا میلاد ہوتا ہے ،دیکھو،امام صاحب کے پیچھے مجمع بھی ہے اور قیام بھی ہو رہا ہے پھر ولادت پاک کا بھی ذکر ہے (جاء الحق از گجراتی ص۲۲۱)۔

جواب: میں کہتا ہوں کہ مفتی یار گجراتی کا عید میلاد کو فقط تین باتوں میں مشروط قرار دینا امر واقع اور حقائق کے خلاف ہے ،اگر میں اپنی طرف سے کچھ عرض کروں تو بریلوی علماء کو یقین آنا تو کجا،الٹا مجھے ہی مطعون کرنے لگ جائیں گے ،اصلاح کی بجائے ناصح کو برا بھلا کہنا ان کے فرقہ کا امتیازی وصف اور کمال ہے اور اسی ہنر و سلیقہ سے اربابِ **عقل و خرد** پہچان کرتے ہیں ،خیر بریلویت کے معروف عالم دین مولوی **غلام رسول سعیدی** شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ فرماتے ہیں :"ہم دیکھتے ہیں کہ بعض شہروں میں عید میلاد کے جلوس کے تقدس کو بالکل پامال کر دیا گیا ہے ،جلوس تنگ راستوں سے گزرتا ہے اور مکانوں کی کھڑکیوں اور بالکنیوں سے نوجوان لڑکیاں اور عورتیں شرکاء جلوس پر پھول وغیرہ چھینکتی ہیں اور اوباش نوجوان فحش حرکتیں کرتے ہیں۔جلوس میں مختلف گاڑیوں پر فلمی گانوں کی ریکارڈنگ ہوتی ہے اور نوجوان لڑکے (بلکہ لڑکیاں) فلمی گانوں کی دھنوں پر ناچتے ہیں اور نماز کے اوقات میں جلوس چلتا رہتا ہے ،مساجد کے آگے سے گزرتا ہے اور نماز کا کوئی اہتمام نہیں کیا جاتا،اس قسم کے جلوس میلاد النبی کے تقدس پر بدنما داغ ہیں" (دیکھئے : دین الحق بجواب جاء الحق ۱۵۱/۲)۔سعیدی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مفتی صاحب کی مذکورہ بتائی ہوئی باتوں کے علاوہ ان میں بے حیائی و فحاشی جیسی منکرات بھی شامل ہیں اور نماز جیسے اسلامی رکن تک کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

ثانیاً:آپ علیہ السلام کی سیرت و کردار اور افعال واقوال کو بیان کرنا بلا شک و شبہ باعث نزول رحمت ہے اور ہر مسلمان کا فرض ہے لیکن خاص بارہویں ربیع الاول کو عید منانا اور اس میں دیگر لوازمات کا انعقاد کرنا باعث نزاع ہے کیونکہ محفل میلاد و عید میلاد النبی اور چیز ہے جبکہ تذکرہ ولادت باسعادت امر دیگر ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ مفتی گجراتی صاحب تذکرہ حبیب صلی اللہ علیہ سلم بلکہ سیرت مصطفی کا نام عید رکھ رہے ہیں حالانکہ ایک اناڑی بھی جانتا ہے کہ عید کا معنی ہوتا ہے بار بار آنا،مقصد یہ کہ ایک ایسی خوشی جو بار بار آئے اور اسے انسان بطور تہوار و جشن کے منائے جبکہ تذکرہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی کی یاد آنا یا کسی کو یاد کرنا۔جیسے قرآن حکیم میں ہے کہ خضر علیہ السلام نے موسی علیہ السلام سے کہا: مجھ سے کسی بات کے متعلق نہ پوچھنا:" حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا " "جب تک میں خود اس کا ذکر نہ کروں" (کہف/۷۰)۔کیا ان الفاظ قرآنی کا منشا یہ ہے کہ جب تک میں کسی بات پر عید نہ مناؤں تو مجھ سے اس کے متعلق نہ پوچھنا یا مقصد یہ ہے کہ جب تک بات کا تذکرہ نہ کروں تب تک سوال نہ کرنا (اس طرح کی جہالت کی باتیں بریلوی علماء مزید آیات میں بھی کیا کرتے ہیں جیسے :''لقد من اللہ۔۔۔''آل عمران/۱۶۴؛سورۃ فتح آیت ۲۸؛اور کلمہ طیبہ میں بھی) ۔ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ سمجھیں کہ مناقبت والی آیات کو وہ عید سے تعبیر کر رہے ہیں ،پھر وہ باہ ربیع الاول کے ساتھ خاص نہ کریں۔

افسوس کہ یہ بھی نہیں جانتے کہ جس نے بھی کلمہ پڑھا ہے وہ ہر دن میں نبی صلی اللہ علیہ سلّم کو یاد کرتا ہے، کم از کم نماز کی التحیات میں تو وہ ''علی النبی'' کہہ کر اور آخر میں درود پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی یاد کا اعادہ کرتا ہے مگر کوئی کوڑھ مغز بھی یہ نہیں کہتا کہ وہ ہر روز عید میلاد مناتا ہے۔ جیسے ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے اسی طرح مفتی گجراتی کو ہر بات میں عید ہی عید نظر آتی ہے۔ مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے تو انبیاء کا بھی میلاد بیان فرمایا ہے، حالانکہ بیان کرنے اور منانے میں بہت سا فرق ہے ۔ کہیں قرآن نے انبیاء کا میلاد منانے کا بھی حکم فرمایا ہے ؟؟ ایک دلیل بھی پیش کیجئے۔

***تیسری دلیل**: اللہ تعالی نے فرمایا: " قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ " "اللہ کے فضل و رحمت پر خوب خوشی مناؤ "(یونس: آیت 58)۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ فضل الٰہی پر خوشی منانا حکم الٰہی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ سلّم رب کے فضل بھی ہیں اور رحمت بھی، لہٰذا ان کی ولادت پر خوشی منانا اس آیت کریمہ پر عمل ہے اور چونکہ خوشی اس آیت میں مطلق ہے، لہٰذا ہر جائز خوشی اس میں داخل ہے۔

جواب : اس آیت سے عید میلاد پر دلیل پکڑنا ایسا ہی ہے جیسے کہ زمین کو آسمان کہہ دینا، اس آیت کی ایسی تفسیر نہ تو نبی صلی اللہ علیہ سلّم نے کی ہے اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرام واسلاف کرام نے ، **فرح** کا معنی خوب خوشیاں مناؤ، کرنا قرآن میں تحریف معنوی ہے۔ یہ حرکت کسی مسلمان کے لائق نہیں، اگر ایسی ہی بات تھی تو سب سے پہلے صحابہ کرام نے ایسی تفسیر کیوں نہ کی جبکہ دین اسلام ان کے زمانہ میں مکمل ہوا۔ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اس آیت کو اس طرح نہ سمجھا، بعد کے بدعتیوں نے اس کی تفسیر غلط کر کے اجماع صحابہ و تابعین کی مخالفت کی۔ بڑے بڑے مفسرین نے اس آیت کی تفسیر فرمائی لیکن ان کی تفسیروں میں یہ بات کہیں نہیں ملتی کہ فضل و رحمت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم ہیں، بلکہ فضل و رحمت سے مراد وہ چیزیں ہیں جو کہ اس سے پہلی والی آیت میں گزری، اس سے پہلے کی آیت پر نظر کیجئے۔ اللہ نے فرمایا: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ " " اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی جو پند و نصیحت ہے اور اس میں دلوں کی بیماری کے لئے شفا ہے اور رہنمائی کرنے والی ہے اور ایمان والوں کے لئے رحمت ہے، آپ کہہ دیجئے! کہ بس لوگوں کو اللہ کے اس فضل اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے ''(یونس/57)۔ اس آیت میں فضل و رحمت سے مراد **قرآن کریم** و **دینِ اسلام** ہے جو کہ سارے لوگوں کے لئے نصیحت و شفا کا سبب ہے۔ اب آئیں، مفسرین کی تفسیریں ملاحظہ فرمائیں:

امام جریر طبری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس آیت میں فضل سے مراد **اسلام** اور رحمت سے مراد **قرآن** ہے (تفسیر طبری ۱۵/۱۰۵)۔

امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ابو سعید خدری، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر کی کہ اس آیت میں فضل سے مراد **قرآن** اور رحمت سے مراد **اسلام** ہے، نیز ان دونوں صحابیوں سے یہ بھی تفسیر موجود ہے کہ فضل سے مراد **قرآن** اور رحمت سے مراد کہ تمہیں

اس کا اہل یعنی **صاحبِ قرآن** بنایا ۔ حسن بصری، ضحاک، مجاہد اور قتادۃ رحمہم اللہ نے فرمایا کہ فضل سے مراد ایمان اور رحمت سے مراد قرآن ہے'' (تفسیر قرطبی، ۳۵۳/۸، تفسیر ابن کثیر، ۴۲۰/۲، اسی طرح ابن قیم رحمہ اللہ کی بات اجتماع الجیوش السلامیہ، ص۶ میں منقول ہے)۔
مذکورہ بالا تفسیروں اور کسی بھی معتمد تفسیر میں اس بات کی وضاحت نہیں ملتی کہ فضل ورحمت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم ہیں اور ان کی ولادت کے موقع پر عید میلاد منائی جائے ۔ درحقیقت اس آیت سے اس مسئلہ پر دلیل پکڑنی کسی بھی طرح صحیح نہیں بلکہ یہ تفسیر سلف کے واضح طور پر مخالف ہے۔ نیز خوشی کو عید قرار دینا نہایت غلط ہے، اگر ایسا ہوتا تو صحابہ کرام تکمیل نزول قرآن کو عید قرآن قرار دیتے اور اس لحاظ سے اسلام میں ایک تیسری عید تکمیل قرآن کی ہوتی مگر وہ لوگ اسوہِ رسول صلی اللہ علیہ سلّم کو لازم وضروری سمجھتے تھے اور انہیں معلوم تھا کہ کامیابی فقط اسی عمل میں ہے جسے رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلّم نے کیا ہے یا کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے علاوہ وہ یہ بھی بخوبی جانتے تھے کہ **فرحت** کو **سرور** کہا جاتا ہے، تہوار منانے کا نام فرحت نہیں۔ اسی معنی میں یہ لفظ قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ غزوۃ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کے دلی خیالات پر تبصرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے: ''فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ'' "پیچھے رہ جانے والے اس پر خوش ہوئے" (سورہ توبہ، آیت ۸۱)۔ کیا منافقین نے اس پر عید منائی تھی؟ ۔اللہ نے فرمایا: '' كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ '' "ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اس پر خوش ہے" (روم/۳۲)۔ تو کیا یہاں بھی فرحت سے عید منانا تسلیم کریں گے جبکہ خود مفتی صاحب اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ہر فرقہ اپنے جھوٹ کو سچ اور باطل کو حق سمجھ کر خوش ہوتا ہے'' (دیکھئے: نور العرفان)۔

***چوتھی دلیل** : ''مواہب اللدنیۃ اور مدارج النبوۃ وغیرہ میں ذکر ولادت میں ہے کہ شب ولادت میں ملائکہ (فرشتوں) نے بی بی آمنہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام عرض کیا، ہاں ازلی راندہ ہوا شیطان رنج وغم میں بھاگا بھاگا پھرا، اس سے معلوم ہوا کہ میلاد سنت ملائکہ بھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بوقت پیدائش کھڑا ہونا ملائکہ کی سنت ہے اور بھاگا بھاگا پھرنا شیطان کا فعل، اب لوگوں کو اختیار ہے کہ چاہے تو میلاد پاک کے ذکر کے وقت ملائکہ کی سنت پر عمل کریں یا شیطان کے طریقہ پر" (جاء الحق از یار گجراتی ص ۲۳۳)۔

جواب: واقعی امام النبیاء محمد صلی اللہ علیہ سلّم کی پیدائش کے روز بھاگا بھاگا پھرنا شیطانوں ہی کا کام ہے، یقیناً بریلوی مکتب فکر کے جید مولوی اسی دن ہی جلوس کی قیادت کر کے قریہ قریہ، بستی بستی بلکہ پورے شہر کا چکر لگاتے ہیں، شاید یہ لوگ اپنے پرانے یار (شیطان) کی اقتدا میں ایسا کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ سند کے اعتبار سے یہ حکایت گو قابل اعتماد نہیں مگر ہم اسے نظر انداز کرتے ہیں، ہم یہ بات کہتے ہیں کہ صلاۃ وسلام سے عید میلاد ثابت نہیں ہوتی کیونکہ نص قرآنی سے صلاۃ تو عام ایمانداروں پر بھی فرشتے پڑھتے ہیں۔ ارشاد باری ہے: ''ہو الذی یصلی علیکم و ملائکتہ ---'' ''وہی اللہ ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے ---'' (ترجمہ احمد رضا خان)۔ اس آیت کی رو سے بریلویوں کے مولوی یہ ماننے کے لئے تیار ہیں کہ مؤمنوں کی اللہ رب العزت اور اس کے ملائکہ عید میلاد مناتے ہیں، اگر نہیں، یقیناً نہیں تو معلوم ہوا کہ صلاۃ و سلام سے بریلویت کا عید میلاد ثابت کرنا غلط ہے۔ نیز براء بن عازب رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم نے فرمایا: '' اللہ تعالیٰ

(رحمتیں نازل فرماتا ہے) اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں پہلی صف والے (نمازیوں) پر " (احمد، ابو داؤد، نسائی و ابن خزیمہ)۔ اس حدیث پاک کی روشنی میں کیا بریلوی علماء یہ ماننے کے لئے تیار ہیں کہ پہلی صف والے نمازیوں کی اللہ رب العزت اور اس کے فرشتے عید میلاد مناتے ہیں (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔

***پانچویں دلیل**: '' خود حضور صلی اللہ علیہ سلّم نے مجمع صحابہ کے سامنے منبر پر کھڑے ہو کر اپنی ولادت پاک اور اپنے اوصاف بیان فرمائے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں، پس منبر پر کھڑے ہو کر پوچھا: میں کون ہوں؟ سب نے عرض کیا: آپ رسول اللہ ہیں۔ فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں۔ اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہتر مخلوق میں سے کیا، پھر ان کے دو حصے کئے: عرب و عجم، ہم کو ان میں سے بہتر یعنی عرب میں پیدا کیا، پھر عرب کے چند قبیلے بنائے، ہم کو ان کے بہتر یعنی قریش میں سے پیدا کیا پھر قریش میں سے ہاشم میں کیا۔۔۔ اس مجمع میں حضور صلی اللہ علیہ سلّم نے اپنا نسب نامہ، اپنی نعت شریف، اپنی ولادت پاک کا واقعہ بیان فرمایا، یہی میلاد شریف میں ہوتا ہے [مشکاۃ شریف بحوالہ ترمذی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ]۔ اس سے پتہ چلا کہ میلاد سنتِ رسول صلی اللہ علیہ سلّم ہے " (جاء الحق از گجراتی ص ۲۳۴)۔

جواب: اولاً: حسب و نسب میں طعن کرنے والے کون تھے؟ یقیناً بے ایمان خبیث کافر ہی تھے جیسا کہ ملا علی قاری حنفی نے '' **مرقاۃ** '' میں، شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اَشعة اللمعات (۴/۴۹۸) اور مولانا محمد عبد الرحمٰن محدث مبارکپوری نے تحفة الحوذی (۴/۲۹۳) میں صراحت کی ہے۔

ثانیاً: اور کفار کے طعن کے جواب میں محمد صلی اللہ علیہ سلّم کی عظمت بیان کرنی اور کفار کی بدزبانی کا منہ توڑ جواب دینا ہر مسلمان پر بالعموم اور علمائے وقت پر بالخصوص فرض ہے اس میں کسی مسلمان کو نہ کلام ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ الغرض کسی سبب اور داعیہ کی وجہ سے عظمت مصطفیٰ بیان کرنا یا بلا تعین دن و ماہ آپ کی سیرت واخلاق عوام الناس کو سنانا محل نزاع سے خارج ہے۔

ثالثاً: عظمت و شان اور رفعت مقام کو بیان کرنا منکرین دین اسلام کے اعتراضات کے جوابات دینے کو تہوار منانے سے کیا نسبت؟ یاد رہے کہ اس حدیث سے میلاد کے جواز پر استدلال نہ کرتے اور ان کے غلط استدلال کے سامنے ان کی ایمانی رمق رکاوٹ بن جاتی۔

***چھٹی دلیل**: صحابہ کرام ایک دوسرے کے پاس جا کر فرمائش کرتے تھے کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ سلّم کی نعت شریف سناؤ جیسا کہ عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ سلّم کی وہ نعت سناؤ جو توریت میں ہے، انہوں نے پڑھ کر سنائی، اسی طرح کعب احبار فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ سلّم کی نعت پاک توریت میں یوں پاتے ہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں، نہ کج خلق، نہ سخت طبیعت، ان کی ولادت مکہ مکرمہ میں اور ان کی ہجرت طیبہ میں، ان کا ملک شام میں ہوگا، ان کی امت خدا کی بہت حمد کریگی کہ رنج و خوشی ہر حال میں خدا کی حمد بیان کریگی [مشکاۃ، باب فضائل سید المرسلین،] معلوم ہوا کہ میلاد سنت صحابہ بھی ہے (جاء الحق ص ۲۳۴)۔

جواب: اولاً: حدیث میں لفظ ''**خبرنی**'' ہے یعنی ایسا واقعہ جس کا انسان کو علم نہ ہو اور کسی دوسرے کے ذریعہ سے اسے اطلاع ہو وہ خبر ہے ۔اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں بیان فرمایا: '' قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ '' " اپنی گھر والی سے کہا تم ٹھہرو مجھے طور کی طرف سے ایک آگ نظر پڑی ہے شاید میں وہاں سے کچھ خبر لاؤں" (قصص/۲۹)۔مگر مفتی صاحب اس کے بر عکس خبر کا معنی نعت کرتے ہیں، شکر ہے کہ کہیں مفتی اعظم نے اس کا معنی **بیری کا درخت** کر کے لسان العرب اور تاج العروس وغیرہ جیسی کتبِ لغات کا حوالہ نہ دیا، اگر ایسا کرتے بھی تو ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے تھے ؟

ثانیاً: امام النبیاء محمد صلی اللہ علیہ سلّم کی سیرت طیبہ آپ کے اخلاق و کردار کو معلوم کرنے اور پوچھنے سے عید میلاد کو کیا نسبت ہے ؟ ہر روز علماء سے عوام نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلّم کے حالات زندگی دریافت کرتے ہیں مگر کوئی اناڑی بھی اسے تہوار کا نام نہیں دیتا، نہ جانے مفتی صاحب کس کیفیت میں کتاب کو تحریر کرتے رہے کہ دعوی اور دلیل میں ذرا سی بھی مناسبت نہیں۔ایسے لوگوں کو آخرت کی فکر کرنی چاہئے کہ کل سب کو اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے،اس طرح غیر متعلقہ دلائل سے بدعات کے جواز پر استدلال کر کے اپنی آخرت برباد نہ کیجئے (اللہ تعالی ایسے لوگوں کو ہدایت سے نوازے)۔

ثالثاً: اگر حدیث میں ہوتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاص ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کو اکٹھے ہو کر ایک دوسرے سے نعت سنتے اور اس سننے سے ان کا مقصود عید میلاد ہوتا تو ہم اس کو قبول کرتے اور ''علیکم بسنتی۔۔۔ '' کے تحت اس سنت کو جانتے مگر حدیث میں کوئی ایسا واقعہ مذکور نہیں،حالانکہ صحابہ کرام کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم سے شدید محبت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

***ساتویں دلیل**: وہ حدیث جسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے نبوت کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ کیا'' (سنن بیہقی ،کتاب الضحایا،۹/۳۰۰)،جبکہ یہ بھی وارد ہے کہ آپ کے دادا محترم عبد المطلب نے آپ کی ولادت کے ۷ویں دن عقیقہ کیا تھا اور عقیقہ دو مرتبہ نہیں کیا جاتا،تو جو آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے کیا اسے اس بات پر محمول کیا جائیگا کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے اپنی ولادت کا شکریہ ادا کیا، جیسا کہ آپ اپنی ذات پر درود پڑھا کرتے تھے،اس لئے ہمارے اوپر ضروری ہے کہ اجتماعی طور پر محفل میلاد منعقد کریں۔

☆تردید: سب سے پہلی بات یہ ہے کہ بیہقی کی مذکورہ حدیث اہل علم و محدثین کے نزدیک ثابت نہیں،چونکہ امام بیہقی نے اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ اس حدیث کا ایک راوی **عبد اللہ بن محرر** ہے جو کہ حد درجہ ضعیف ہے،اس کے سبب محدثین نے اس حدیث کو ترک کر دیا ہے۔آیئے !اس حدیث کی سند ملاحظہ فرمائیں : عبداللہ بن محرر عن قتادۃ عن نس رضی اللہ عنہ ن النبی صلی اللہ علیہ سلّم۔۔۔۔عبد اللہ بن محرر کے متعلق امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی حدیث کو لوگوں نے لیناترک کر دیا تھا۔امام جوزجانی نے فرمایا کہ یہ راوی کچھ نہیں ۔امام دار قطنی اور محدثین کی ایک جماعت نے فرمایا کہ یہ راوی متروک ہے۔امام ابن حبان نے فرمایا: یہ آدمی اچھا و پرہیز گار تو تھا لیکن لا علمی میں اس سے جھوٹ سرزد ہو جاتا تھا۔ابن معین نے فرمایا کہ یہ راوی ثقہ نہیں۔امام بخاری نے فرمایا: یہ منکر الحدیث ہے (اس راوی کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں: الضعفاء الکبیر،۲/۳۰۹؛میزان العتدال،امام ذہبی،۲/۵۰۰)۔امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو تحفۃالمودود، ص۸۸ میں

درج کرنے کے بعد فرمایا: یہ حدیث اس راوی کے سبب متروک ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری (۵۹۵/۹) میں فرمایا کہ یہ حدیث ثابت ہی نہیں۔امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث عبداللہ بن محرر کے سبب ضعیف ہے۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ حدیث حد درجہ کمزور اور لائق تسلیم و قابل عمل نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے اپنا عقیقہ فرمایا،اس کو تسلیم کر لیا جائے تو کیا اس سے عید میلاد کی اصل تسلیم کی جاسکتی ہے؟ نہیں،بلکہ یہ بات احتمال و شک پر مبنی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے اپنی ولادت کی نعمت کے شکریہ میں عقیقہ فرمایا،یہ احتمال ظنّ و گمان سے بھی زیادہ گیا گزرا ہے اور ظن سے احکام شریعت کا ثبوت نہیں ہوتا۔اللہ نے فرمایا:" إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ " "بیشک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں" (الحجرات/ ۱۲)۔

تیسری بات یہ ہے کہ کیا ثابت ہے کہ اہل جاہلیت کے یہاں عقیقہ مشروع تھا اور وہ عقیقہ کیا کرتے تھے کہ ہم یہ کہہ سکیں کہ عبدالمطلب نے اپنے پوتے نبی صلی اللہ علیہ سلّم کا عقیقہ کیا تھا؟ جبکہ یہ بات واضح دلیل سے ثابت نہیں،اور کیا اسلام میں اہل جاہلیت کے اعمال کا کچھ شمار و اعتبار بھی ہے کہ اس کی بنیاد پر ہم یہ کہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ سلّم نے اپنا عقیقہ ادائے شکر کے لئے کیا تھا۔اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ سلّم نے اپنے وجود پیدائش کی نعمت کے شکریہ میں بکری ذبح کی تو کیا اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کے یوم ولادت کو جشن و عید کا دن بنالیا جائے؟اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم نے لوگوں کو اس کی دعوت کیوں نہ دی؟ اور ان اقوال و اعمال کو کیوں نہ بیان فرمایا جو اس (عید میلاد) میں ان کے لئے واجب ہیں؟ جیسا کہ عیدالفطر و عیدالضحی کے احکام بیان فرمائے۔کیا آپ بھول گئے؟ یا آپ نے اسے۔نعوذ باللہ۔چھپالیا حالانکہ آپ تبلیغ پر مامور تھے؟ یقیناً نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھولے اور نہ ہی چھپایا،بلکہ یہ ایک بدعت ہے جسے کچھ لوگوں نے دین وسنت کا نام دے دیا ہے۔

***آٹھویں دلیل**: **امام ابن الجزری** رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' میں ایک واقعہ درج کیا ہے،واقعہ یوں ہے: ''ابو لہب کو خواب میں دیکھا گیا،خیریت پوچھی گئی تو کہا کہ آگ کے عذاب میں مبتلا ہوں،البتہ ہر دو شنبہ (سوموار) کی رات کو عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور اپنی دو انگلیوں کے سرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اتنی مقدار میں پانی چوس لیتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اس کی باندی ثویبہ نے ان کو ان کے بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر محمد صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت کی خبر دی جس نے آپ صلی اللہ علیہ سلّم کو دودھ بھی پلایا ہے تو اس نے ان (ثویبہ) کو آزاد کر دیا۔اس واقعہ سے یوں دلیل پکڑی گئی کہ ابو لہب نے جو فائدہ اٹھایا وہ اس بناء پر تھا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت سے خوشی حاصل کی اور پھر باندی کو خوش ہوتے ہوئے آزاد کر دیا۔

جواب: یہ شبہ چند وجوہات کے سبب ردّ اور باطل ہے:

(۱) اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شریعت کسی کے خواب سے ثابت نہیں ہوتی،خواہ خواب دیکھنے والا اپنے ایمان و علم و عمل میں کیسے ہی درجہ کا ہو مگر یہ کہ اللہ کا نبی ہو،اس لئے کہ انبیاء کا خواب وحی ہے اور وحی حق ہے۔

(۲)اس خواب کے دیکھنے والے عباس بن عبد المطلب ہیں اور ان سے روایت کرنیوالے عروۃ تابعی نے بالواسطہ روایت کیا ہے ،اس لئے یہ حدیث مرسل ہے اور حدیث مرسل نہ قابل استدلال ہے اور نہ اس سے کسی عقیدہ و عبادت کا ثبوت ہوتا ہے۔اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ عباس بن عبد المطلب (رضی اللہ عنہ) نے یہ خواب اسلام لانے سے پہلے دیکھا ہو اور کافر کا خواب بحالت کفر بالجماع قابل استدلال نہیں۔

(۳) سلف و خلف میں سے اکثر اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ کافر اگر بحالت کفر مرجائے تو اس کو اس کے نیک اعمال کا ثواب آخرت میں کچھ بھی نہ ملے گا اور یہی حق بھی ہے۔اللہ نے فرمایا: ''وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا '' "ہم نے ان کے اعمال کی طرف توجہ کی جو انہوں نے کیا، پس ہم نے اس کو پراگندہ ذروں کی طرح کر دیا" (الفرقان/۲۳)۔ نیز فرمان باری تعالیٰ ہے : ''أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا '' "یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے کفر کیا پس ان کے تمام اعمال اکارت ہو گئے، قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے " (الکہف/۱۰۵)۔

(۴)اوپر کی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ابو لہب نے ثویبہ باندی کو آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی ولادت کے بعد اور دودھ پلانے سے قبل آزاد کر دیا جیسا کہ ابن الجزری نے پیش کیا،یہ بات صحیح نہیں،چونکہ سیرت نگاروں نے یہ بات واضح کی ہے کہ ابو لہب نے اپنی اس باندی کو نبی صلی اللہ علیہ سلّم کے دودھ پلانے کے ایک عرصہ بعد آزاد کیا تھا، جیسا کہ ایک مشہور سیرت نگار **محمد بن عمرو واقدی** نے پیش کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم جب مکہ میں تھے تو ان سے صلہ رحمی کیا کرتے،خدیجہ اس باندی کی عزت کرتیں۔جب نبی صلی اللہ علیہ سلّم نے مدینہ ہجرت فرمایا تو ابو لہب نے اسے آزاد کر دیا (الطبقات،ابن سعد،۱/۱۰۸)۔**امام ابن عبد البر** نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد ابو لہب نے اسے آزاد کیا (الستیعاب،ابن عبد البر،۱/۱۲) ۔

(۵)ابو لہب نے اپنے بھتیجے کی ولادت پر جو خوشی منائی تھی وہ ایک طبعی خوشی تھی نہ کہ تعبدی خوشی تھی کیونکہ ہر انسان اپنے یا اپنے بھائی یا رشتہ دار کے یہاں ولادت ہونے پر خوش ہوتا ہے خوشی اگر اللہ کی لئے نہ ہو تو اس پر ثواب نہیں ملتا۔یہ چیز اس روایت کو ضعیف و باطل قرار دیتی ہے۔

میرے بھائیو !آپ کے سامنے ان سارے مشہور دلائل کا جائزہ لیا گیا جو کہ عام طور پر میلاد خواں حضرات پیش کیا کرتے ہیں،آپ نے اندازہ لگا لیا ہو گا کہ اس کی کچھ بھی حیثیت نہیں،درحقیقت یہ ایک بدعت ہے جسے اس امت مرحومہ کے سامنے گھڑ کر پیش کر دیا گیا ہے،اسے نہ تو نبی صلی اللہ علیہ سلّم نے کبھی بھی کیا اور نہ کسی بھی صحابی نے کیا ہے تو پھر آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایسا عمل سوائے بدعت کے اور کیا ہو سکتا ہے؟ اس لئے کہ نیکی تو وہی ہے جسے سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ سلّم اور آپ کے جانثار صحابہ کرام عمل پیرا ہوئے ہوں۔اس بدعت کا وجود نہ تو تابعین کے دور میں تھا اور نہ ہی چاروں اماموں رحمہم اللہ کے زمانہ میں۔**شاہ عبد العزیز محدث دہلوی** رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''تحفہ اثنا عشریہ'' میں لکھا ہے کہ "کسی پیغمبر کی وفات یا ولادت کے دن کو عید بنانا اور منانا جائز نہیں ہے" ۔اسی طرح **رشید احمد گنگوہی** رحمہ اللہ ''فتاوی مولود عرس'' میں لکھتے ہیں کہ "ایسی مجلس ناجائز اور اس میں شریک ہونا حرام ہے" ۔اس فتویٰ پر مولانا **محمود الحسن دیوبندی** اور محمد ناظر صاحب دیوبندی اور محمد عبد الخالق صاحب دیوبندی رحمہم اللہ وغیرہ کے دستخط موجود ہیں۔

سامعین کرام !جب آپ کے سامنے یہ واضح ہوگیا کہ یہ کام بدعت ہے تو اس میں شریک ہونا اور اس کا کھانا کھانا بھی حرام ہوگا اور یہ حرکت اس بدعت کو فروغ دینے کے مانند ہے ،اور ایسے عمل کی اجازت اسلام قطعاً نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ نے حرام و معصیت کے کاموں میں شرکت کرنے کو اُس حرام کام کے کرنے والے کی طرح قرار دیا ہے (ملاحظہ کیجئے ، سورۃ انعام ،آیت ۶۸ اور سورۃ نساء آیت ۱۴۰ وغیرہ) ، صحیح حدیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم نے فرمایا جو آدمی کسی بدعت پر تعاون (بذریعہ شرکت یا کھانا کھانا) کرتا ہے تو گویا وہ اس کے ساتھ مل کر دین کو ڈھارہا ہے''۔اس لئے لوگو ! ہوشیار رہو اور ایسے بدعات و خرافات پر کسی کا ساتھ نہ دو۔

یہ مسئلہ بھی واضح رہے کہ بہت سے بدعتی ، بدعت عید میلاد یا عام محفل و مجلس میں کھڑے ہو کر نبی صلی اللہ علیہ سلّم پر درود و سلام پڑھا کرتے ہیں ، عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم تشریف لے آئے جبکہ دوسری طرف ان کا عقیدہ مشرکانہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ سلّم حاضر و ناظر ہیں یعنی ہر جگہ موجود اور دنیا کی ساری اشیاء پر ان کی نظر ہے ، تو جب آپ صلی اللہ علیہ سلّم ہر جگہ موجود اور دیکھ رہے ہیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ سلّم کی تشریف آوری کا کیا مطلب ؟جب آپ صلی اللہ علیہ سلّم حاضر و ناظر ہیں تو پھر مدینہ میں قبر کن کی ہے ؟ ایسے سارے لوگ بھی مدینہ کس کی زیارت کو جاتے ہیں ؟ ایسے عقل پر حیرانیت ہے ؟ جنہوں نے کتاب و سنت کو کھیل بنالیا ہے (اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت سے نوازے) اور پھر درود و سلام کا یہ طریقہ نہ تو نبی صلی اللہ علیہ سلّم اور صحابہ کرام کا تھا اور نہ ہی تابعین عظام و چاروں اماموں رحمہم اللہ کا ، جبکہ کھڑے ہو کر درود و سلام پڑھنا حنفی مذہب کے فقہ کی کتابوں میں بھی منع ہے ،اس کی تفصیل کے لئے **شرح وقایہ** اور **ہدایہ** وغیرہ کا مطالعہ کریں۔

اس بدعت عید میلاد کا نعم البدل یہ ہے کہ بندہ مسلم ہر روز کم از کم بعد نماز مغرب عشاء تک اپنی اپنی مسجدوں میں کسی معتمد عالمِ دین کے پاس بیٹھیں جو انہیں دین کی تعلیم دے اوران کے اندر دین کی سمجھ پیدا کرے اور پھر وہ نسب شریف بھی جان لیں گے اور شمائل محمدیہ صلی اللہ علیہ سلّم بھی پڑھ لیں گے اور اسوۂ حسنہ سے بھی متصف ہو جائیں گے پھر نیک اعمال کرنے والے بن جائیں گے اور اس طرح یقینی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلّم کے تابعدار اور سچے عاشق ہو جائیں گے ۔ بہر حال ! مروجہ عید میلاد کا ثبوت نہیں ،اب بجائے لفظ میلاد کے سیرت النبی کے جلسہ کے نام سے اس بدعت کو یاد کیا جاتا ہے تاکہ لوگوں کو دھوکہ دے سکیں ، ناموں کا فرق ہے ،کام ایک ہی ہے ۔اس میں کوئی شک نہیں کہ سیرت مقدسہ کے بیانات اور جلسوں کا انعقاد فی ذاتہٖ بغیر کسی رسم و رواج اور بغیر تخصیص کسی مہینہ و دن کے ہو تو بہت بڑا نیک عمل ہے بشرطیکہ صحیح صحیح باتیں بیان کی جائیں کیونکہ اس میں رسول اللہ کا ذکر خیر ہوتا ہے جو کہ عبادت میں داخل ہے ۔اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ ہم سب کو عید میلاد جیسی بدعت اور دیگر سارے بدعات و خرافات سے بچائے اور کتاب و سنت پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین یارب العالمین)۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ترجمہ خطبہ جمعہ بمقام جامعۃ الصناعیۃ ، الرس ، القصیم ، سعودی عرب

فضیلۃ الشیخ /**محمد شاہد مدنی** حفظہ اللہ

۹ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ